37

تحریکِ جدید کے دَورِاوّل کے پندرھویں اوردَورِدوم کے پانچویں سال کا آغاز

(فرمودہ 26 نومبر 1948ء لاہور)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

" تحریکِ جدید کے چودھویں سال کی تحریک پر ایک سال گزر چکا ہے اور اب نیا سال آ گیا ہے جس میں کہ تحریکِ جدید میں حصہ لینے والوں کے لیے پندرھویں سال کا وعدہ کرنا ہے۔ اس لیے آج مَیں دورِاوّل کے دوستوں کو پندرھویں سال کے وعدوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے تحریکِ جدید کے ذمہ ہندوستان سے باہر کی تبلیغ کے سارے کام ہیں اور مبلغین کی تیاری اور واقفین کی تیاری کا کام بھی اس کے ذمہ ہے۔ اس کے علاوہ بعض اَور کام جو صدر انجمن احمدیہ کو کرنے چاہییں تھے لیکن اس نے نہیں کیے یا وہ ان کی طرف توجہ نہیں کر سکی وہ بھی اسی کے ماتحت آ گئے ہیں۔ مثلاً سائنٹیفک ریسرچ، صنعت و حرفت کا محکمہ ہے، تجارت کا محکمہ ہے اور ان کے ذریعہ گو بہت آہستہ آہستہ مگر کچھ نہ کچھ ترقی کی صورت پیدا ہو رہی ہے۔ اسی طرح تحریک جدید کے ذریعہ بیرونجات کے مشن خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت ترقی کر چکے ہیں، بہت سی نئی جگہوں میں تبلیغ کا

کام شروع ہو چکا ہے اور بہت سی پہلی جگہوں میں کام پہلے سے زیادہ وسیع ہو چکا ہے۔ تحریک جدید کے شروع ہونے سے پہلے ایران میں ہمارا کوئی مبلغ نہیں تھا لیکن اس وقت وہاں ہمارے دو مبلغ کام کر رہے ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ ایران میں جہاں ہمارے خاندان یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کا درمیانہ قدم پڑا تھا (ہمارا خاندان بخارا سے نکل کر پہلے ایران میں بسا اور وہاں سے پھر ہندوستان آیا تھا) مشن قائم ہوئے پانچ سال ہو گئے ہیں لیکن اس وقت تک وہاں ایک بھی احمدی نہیں ہوا۔ تحریک ضرور ہے اور کچھ لوگوں سے آہستہ آہستہ تعلقات بھی پیدا ہو رہے ہیں لیکن ابھی تک وہاں احمدیت پھیل نہیں سکی۔ اور یہی ایک ایسا ملک ہے جہاں باوجود اِس کے کہ ہمارے مبلغ پانچ سال سے جا چکے ہیں لیکن پھر بھی وہاں کوئی مقامی احمدی نہیں ہوا۔

تحریک جدید کے ماتحت دوسرا مشن جو قائم ہوا یا یوں کہو کہ دوسرا مشن جسے تقویت حاصل ہوئی مشن وہاں پہلے سے ہی قائم تھا مگر اب وہاں مبلغ زیادہ ہو گئے ہیں اور کام زیادہ ہو رہا ہے وہ فلسطین کا علاقہ ہے۔ وہاں پہلے بھی کام کافی ہو رہا تھا مگر تحریک جدید کے ذریعہ کام اَور بھی زیادہ بڑھ گیا ہے۔ پہلے وہاں حیفا میں جماعت تھی یا اس کے پاس کی پہاڑی پر جماعت رہتی تھی لیکن بعد میں آہستہ آہستہ اردگرد کے علاقوں میں پھیلی۔ یہ حالت اُس تباہی سے پہلے تھی جو اَب وہاں آئی ہے۔ مشرقی پنجاب پر جیسے تباہی آئی ویسے ہی یہودیوں کے حملہ کی وجہ سے فلسطین پر آئی ہے اور خطرناک جگہ وہی تھی جہاں ہماری جماعت تھی۔ حیفا کی جماعت کا کچھ حصہ فسادات سے پہلے ہی دمشق چلا گیا تھا باقیوں کے متعلق کوئی اطلاع نہیں آئی۔ چودھری محمد شریف صاحب نے جو وہاں کے مشنری انچارج تھے وقت کی نزاکت سمجھتے ہوئے بڑی ہوشیاری سے کام کیا اور اپنا ایک مبلغ شرقِ اردن بھجوا دیا اور اُسے ہدایت کی کہ پتہ نہیں ہمارا کیا حال ہو تم وہاں جا کر نیا مرکز بنانے کی کوشش کرو۔ گویا انہوں نے وہی تدبیر اختیار کی جو ہم نے قادیان سے نکلنے کے وقت اختیار کی تھی اور اپنا ایک ساتھی شرقِ اردن میں بھجوا دیا۔ اسے گئے ہوئے سات آٹھ ماہ ہو گئے ہیں یا سال بھر کے قریب ہو گیا ہے لیکن ابھی تک وہاں جماعت قائم نہیں ہوئی۔ جماعت کا اثر ورسوخ پیدا ہو رہا ہے۔

شام میں کسی وقت ہمارے مبلغ گئے تھے لیکن کافی عرصہ سے یہ میدان خالی پڑا تھا۔ تحریک جدید کے ماتحت شیخ نور احمد صاحب کو وہاں بھیجا گیا۔ ان کے ذریعہ جماعت میں

ایک خاص بیداری پیدا ہو رہی ہے۔ وہاں کے دوست منیر الحصنی صاحب مقامی احمدی ہیں جو کہ نہایت ہی مخلص اور اچھے تعلیم یافتہ ہیں۔ انہوں نے یورپ میں فرانس وغیرہ میں تعلیم حاصل کی ہے۔ وہ آسودہ حال اور تاجر ہیں ان کے چھوٹے بھائی دمشق کے سب سے بڑے تاجر ہیں اور ان کے ایک بھائی کی قاہرہ (مصر) میں ایک بڑی دکان ہے۔ ان کے خاندان کے سب افراد احمدی ہو گئے ہیں اور بہت مخلص اور قربانی کرنے والے لوگ ہیں۔ ہمارے مبلغ کے وہاں جانے کی وجہ سے اور برادر منیر الحصنی صاحب کے قادیان میں رہ جانے کی وجہ سے وہاں کی جماعت میں ایک خاص احساس اور بیداری پیدا ہو چکی ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھا اثر پیدا ہوا ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ دوسرے ممالک کے خلاف یہاں تعلیم یافتہ اور بااثر لوگوں میں تبلیغ کا زور بڑھ رہا ہے۔ یہ شام وہی ہے جس کے متعلق خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے الہاماً فرمایا تھا کہ یَدْعُوْنَ لَکَ اَبْدَالُ الشَّام [1] شام کے ابدال تیرے لیے دعا کرتے ہیں۔ اِس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ شام کی جماعت اُس وقت قائم ہو گی جبکہ جماعت احمدیہ پر ایک ابتلا آنے والا ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ ایک ہی وقت میں اور قریب کے ہی عرصہ میں پنجاب اور فلسطین میں جس میں سب سے پہلے بڑی جماعت قائم ہوئی تھی تباہی آئی۔ تحریک جدید کے ماتحت دو واقفِ زندگی وہاں گئے۔ گو وہاں پہلے جماعت موجود تھی لیکن ان کے ذریعہ اس کا سلسلہ کے ساتھ گہرا تعلق پیدا ہو گیا۔

پھر ایبے سینیا کا علاقہ ہے یہ وہ ملک ہے جہاں مسلمان شروع میں ہجرت کر کے گئے۔ اس ملک میں بھی تحریک کے ماتحت ایک واقف زندگی گئے اور انہوں نے وہاں جماعت قائم کی۔ اس جگہ جماعت میں نئے احمدی بھی داخل ہو رہے ہیں اور بعض افراد نے کہا ہے کہ وہ قادیان میں دینی تعلیم حاصل کرنے جائیں گے۔

اس طرح تحریک جدید کے ماتحت مشرقی افریقہ میں کئی مشن قائم کیے گئے ہیں اور اس وقت وہاں غالباً دس مبلغ کام کر رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اب حبشی لوگوں میں تبلیغ شروع ہو گئی ہے اور ان لوگوں کو جو پہلے عیسائی ہو گئے تھے واپس لایا جا رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے یوگنڈا، کینیا اور ٹانگانیکا تینوں جگہوں پر بڑے زور کے ساتھ تبلیغ جاری ہے۔ آگے سے زیادہ جماعتیں قائم ہو چکی ہیں۔ جماعت پھیل گئی ہے۔ نئی مساجد بنائی گئی ہیں اور حکومت بھی تعاون کر رہی ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل

سے احمدیت کی اچھی بنیاد قائم ہوگئی ہے۔

پھر تحریک جدید کی کوشش سے مغربی افریقہ میں مشن بہت زیادہ پھیل چکے ہیں۔ وہاں پہلے ہمارے دو ہی مبلغ ہوا کرتے تھے لیکن اب وہاں مرکز سے بھیجے ہوئے اور مقامی دو درجن کے قریب مبلغ ہیں اور جماعت کے بہت سے سکول چل رہے ہیں، تجارتی محکمہ بھی قائم کیا گیا ہے اگرچہ وہ ابتدائی حالت میں ہی ہے لیکن جو رپورٹ وہاں سے آئی ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کامیابی ہو رہی ہے۔ وہاں کے حالات کو دیکھ کر جو کئی تعلیم کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں تحریک جدید نے اپنا ایک آدمی کئی سالوں سے انگلستان میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے بھیجا ہوا ہے تا وہ وہاں سے تعلیمی ڈگری بھی حاصل کر لے اور Ph.D. کی بھی۔ پھر وہاں ایک کالج کھولا جائے گا۔ دو گریجوایٹ یہاں سے بھیجے جا رہے ہیں اِس طرح اس ملک میں اپنا احمدیہ کالج کھول کر تعلیم یافتہ طبقہ کے لیے دین کا راستہ کھول دیا جائے گا۔ اِسی طرح وہاں زمیندارہ اسٹیٹس کے لیے بھی کوشش کی جا رہی ہے اور رؤسا کے ذریعے جو احمدی ہوگئے ہیں ایگریکلچرل اسٹیٹس بنا کر ان کی آمدن سے کام چلایا جائے گا۔

انگلستان میں دیر سے مشن قائم ہے لیکن تحریک جدید کے ماتحت اب وہاں بجائے ایک مبلغ کے ایک وقت میں پانچ چھ مبلغ رہتے ہیں۔ اِس وقت بھی وہاں چھ مبلغ ہیں جن میں سے ایک انگریز ہے جس نے دین کے لیے اپنی زندگی وقف کی ہوئی ہے اور نہایت مخلص اور نیک ہے۔ اسی طرح ہمارے مشن ہسپانیہ میں، فرانس میں، سوئٹزرلینڈ میں، ہالینڈ اور جرمنی میں قائم ہیں۔ اٹلی میں ہمارا مشن تھا مگر فی الحال اسے وہاں سے ہٹا لیا گیا ہے کیونکہ جس قابلیت کے آدمی وہاں چاہییں تھے ایسے آدمی وہاں نہیں بھیجے گئے لیکن آہستہ آہستہ جیسے جیسے اس قابلیت کے لوگ تیار ہوں گے وہاں بھجوائے جائیں گے۔

ہسپانیہ نے اچھا نمونہ دکھایا ہے۔ جب سلسلہ کی مشکلات بڑھیں اور ان نقصانات کے بعد جو مشرقی پنجاب میں ہوئے ہم مجبور ہوگئے کہ وہاں سے مشن ہٹا لیں اور اُسے بتایا گیا تو اس نے لکھا کہ مجھے واپس نہ بلایا جائے بلکہ مجھے اجازت دی جائے کہ مَیں اپنے گزارہ سے یہاں کام کروں۔ چنانچہ اُس نے پھیری کا کام کر کے گزارہ کیا اور نہ صرف گزارہ کیا بلکہ اس نے ایک کافی رقم جمع کر کے میرے لیکچر "اسلام کا اقتصادی نظام" کا ترجمہ کر کے شائع کیا۔ دو اڑھائی ہزار روپیہ کے قریب اس پر خرچ آیا اور اب وہ اس فکر میں ہے کہ وہ اس کام کو وسیع کرے۔

فرانس میں بھی مبلغ بھیجے گئے مگر کامیابی کی کوئی صورت پیدا نہ ہوئی۔ وہاں کے بھی مبلغ کو جو لاہور کے ہی ہیں کہا گیا کہ تم واپس آ جاؤ تو انہوں نے بھی کہا کہ مجھے واپس نہ بلایا جائے مَیں یہاں اپنی کمائی سے کام کروں گا۔ انہیں وہاں چھوڑ دیا گیا اور انہیں اپنے خرچ پر کام کرنے کی اجازت دی گئی۔ اب وہاں بھی کام شروع ہو گیا ہے۔ ان کی تار آئی ہے کہ اب وہاں بھی جلسوں اور تقریروں کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ پریس اور دوسرے لوگ بھی توجہ کر رہے ہیں۔ آج ہی اطلاع ملی ہے کہ وہاں کی ایک سوسائٹی نے اقرار کیا ہے کہ اگر الہام کے متعلق مضامین لکھے جائیں تو وہ خود بھی ان کی اشاعت میں مدد کرے گی۔

سوئٹزر لینڈ کا علاقہ پرانا پروٹسٹنٹ علاقہ ہے اور مذہبی تعصب کی خاص جگہ ہے۔ جب ہمارے مبلغ وہاں گئے تو انہیں چیلنج دیا گیا تھا کہ دنیا کے ہر طبقہ میں اسلام پھیل سکتا ہے مگر اس جگہ نہیں پھیل سکتا۔ مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے وہاں بھی ایک دو احمدی ہو چکے ہیں اور لوگوں کی توجہ بڑھتی جا رہی ہے۔

ہالینڈ میں سب سے زیادہ کامیابی ہوئی ہے۔ وہاں جو احمدی ہوئے ہیں وہ تعلیم یافتہ ہیں۔ سلسلہ کی تبلیغ بڑھتی جا رہی ہے۔ اس کے بعد جرمنی کا علاقہ ہے۔ وہاں ہیمبرگ میں دس احمدی ہوئے ہیں اور ایک برلن میں۔ وہ اکثر تعلیم یافتہ لوگ ہیں۔ ان میں سے ایک نے اپنی زندگی دین کی خدمت کے لیے وقف کر دی ہے اور ان کی جدوجہد کے بعد وہ وہاں سے چل کر دینی تعلیم کے لیے لندن پہنچ گیا ہے اور امید ہے کہ دسمبر کے مہینہ میں وہ پاکستان پہنچ جائے گا۔ وہ فوجی افسر ہیں ان کا منشا ہے کہ دینی تعلیم حاصل کر کے اپنے ملک میں یا جہاں انہیں مقرر کیا جائے تبلیغ کریں۔ اِسی طرح دو اَور افراد کی طرف سے بھی ہالینڈ اور جرمنی سے وقفِ زندگی کے لیے درخواستیں آئی ہیں اور ہم ان پر غور کر رہے ہیں۔ اگر فیصلہ ہو گیا تو وہ بھی اپنا نام خدمتِ دین کے لیے پیش کر دیں گے۔

یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ میں پہلے ہمارا ایک مبلغ ہوا کرتا تھا۔ اب ہمارے وہاں تین مبلغ تھے جن میں سے ایک فوت ہو گیا ہے۔ اس کی جگہ ہم ایک اَور مبلغ بھجوا رہے ہیں۔ وہاں کی جماعت بہت منظّم ہوتی چلی جاتی ہے۔ وہاں کی جماعت کا سب قسم کا چندہ اب تیس چالیس ہزار تک پہنچتا ہے۔ ظاہری طور پر یہ کوئی بڑی چیز نہیں لیکن وہاں کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے کوئی یہ قیاس بھی نہیں کر سکتا تھا اور اب

وہ کوشش کر رہے ہیں کہ اپنا بوجھ خود ہی اٹھائیں اور اگر یہ سکیم جاری ہوگئی تو قلیل عرصہ میں وہاں کا مشن مضبوط ہو سکے گا اور وہاں کے مقامی آدمی بھی تیار ہو سکیں گے۔

پھر تحریک جدید کے ماتحت ارجنٹائن میں مشن قائم کیا گیا ہے۔ اگرچہ وہاں کوئی مقامی احمدی نہیں ہوا لیکن عربوں میں سے بعض احمدی ہوئے ہیں۔ اب وہاں ہمارا ایک اَور مبلغ جا رہا ہے۔ ہم نے پہلے ایک مبلغ بھیجا تھا لیکن وہ انگلینڈ میں ہی بیمار ہو گیا اور اب تک وہ وہاں ہی ہے۔ اب نیا مبلغ بھجوایا جا رہا ہے اور اس کے لیے پاسپورٹ کی کوشش ہو رہی ہے۔

تحریک جدید کے ماتحت سابق میں ہنگری میں، یونان میں، یوگوسلاویہ میں، پولینڈ میں اور زیکوسلواکیہ میں مشن قائم کیے گئے تھے مگر بعض مجبوریوں کی وجہ سے وہ مشن بند کر دیئے گئے اور اس کے بعد جنگ کی وجہ سے دوبارہ مبلغ نہ بھجوائے جا سکے مگر بہرحال وہاں احمدیت کا بیج بویا جا چکا ہے۔ اب بعض لوگوں کی وہاں سے چٹھیاں آئی ہیں کہ جنگ کی وجہ سے ہمارے تعلقات مرکز سے منقطع ہو گئے تھے۔ اب ہم چاہتے ہیں کہ اگر ہمارے پاس لٹریچر آئے تو ہم تبلیغ کے کام کو وسیع کریں۔

اس کے بعد انڈونیشا کے علاقے ہیں جاوا اور سماٹرا وغیرہ جو آجکل عام مرجع توجہ بنے ہوئے ہیں اور دیر سے وہاں جنگ جاری ہے۔ وہاں ہمارے صرف ایک ہی مبلغ مولوی رحمت علی صاحب تھے۔ تحریک جدید کے ماتحت جاوا میں اَور مبلغ بھیجے گئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے وہاں ہزاروں ہزار لوگ احمدیت میں داخل ہو گئے ہیں جن میں سے بعض بہت ہی بارسوخ ہیں جن کا حکومت کے ساتھ بھی تعلق ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ اگر انہوں نے استقلال سے کام لیا تو خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت بہت ترقی کر جائے گی۔ ہمارے تعلقات جاوا سے ہیں۔ سماٹرا سے خط و کتابت بند ہے کیونکہ وہاں کمیونسٹ فتنہ بہت بڑھا ہوا ہے۔ ملایا ایک اَور جگہ ہے جہاں ہمارا مشن قائم ہے۔ سنگاپور میں بھی جماعت قائم ہے اور اس کے اردگرد بھی۔ مگر افسوس کہ یہاں کے مبلغوں نے آپس میں لڑنا شروع کر دیا ہے۔ اگر وہ صحیح طور پر کام کریں تو یہ ایک اہم جگہ ہے۔ مشرق اور مغرب کے درمیان رستہ پر یہ ایک اہم مقام ہے۔ اگر کوشش کی جائے تو مشرق اور مغرب میں ترقی کے لیے بہت سی سہولتیں پیدا ہو سکتی ہیں۔

پھر بورنیو کا علاقہ ہے جو قریباً نصف ہندوستان کے برابر ہے۔ مگر آبادی بہت کم ہے۔ اس میں بھی ہمارے مبلغ گئے ہیں اور بعض علاقہ میں لوگ احمدیت میں داخل ہونے لگ گئے ہیں۔ اور اچھا

اثر پڑ رہا ہے۔ مجھے ایک کارڈ ملا ہے جس پر ایک جنگل کی خوبصورت تصویر ہے۔ اس میں صرف یہ لکھا ہوا ہے کہ آپ کے زمانہ میں جس میں اسلام کی تعلیم ہر طرف پھیل رہی ہے کیا بالی جزیرہ اس سے محروم رہے گا۔ لکھنے والا کوئی غیر احمدی ہے۔ اس نے اردگرد تبلیغ دیکھ کر مجھے خط لکھ دیا ہے۔ بالی جزیرہ کے لوگ فوجی اور بہادر ہیں۔ وہاں ابھی تک تبلیغ نہیں ہوئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اردگرد تبلیغ ہوتی دیکھ کر اس نے مجھے لکھ دیا مگر معلوم نہیں کہ اُسے میرا پتہ کہاں سے ملا۔ بہرحال احمدیت خود بخود پھیل رہی ہے۔ اسی طرح امریکہ کے جزائر ہیں جنہیں ویسٹ انڈیز بھی کہا جاتا ہے۔ ان جزائر میں بھی تبلیغ شروع ہے۔ وہاں سے بھی خطوط آ رہے ہیں اور وہ مبلغ مانگ رہے ہیں اور وہاں مبلغ بھیجنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ صرف کابل کا علاقہ ہے جو بند پڑا ہوا ہے مگر اب احمدیت کی تبلیغ اس طرح ہو رہی ہے کہ وہاں بھی اس کا اثر پڑے گا۔

غرض سارے پردہ زمین پر تحریک کے ماتحت تبلیغ کو پھیلانے کی سکیمیں بن رہی ہیں اور اس کے لیے اربوں ارب روپے بھی تھوڑے ہیں۔ درحقیقت ہمارے مبلغ بہت کم گزارے پر کام کر رہے ہیں بلکہ خشک روٹی پر گزارہ کر رہے ہیں۔ الفضل میں ایک غیر احمدی کیپٹن کا خط شائع ہوا تھا جنہوں نے لکھا تھا مَیں جہاں جماعت احمدیہ کے نوجوانوں کی تعریف کرتا ہوں کہ انہوں نے خدمت دین کے لیے اپنی زندگیاں وقف کیں اور باہر نکل گئے وہاں مجھے جماعت پر افسوس ہے جس نے اس بات پر کبھی بھی غور نہیں کیا کہ اس کے مبلغ باہر کھا کیا رہے ہیں؟ باوجود غیر احمدی ہونے کے جس دکھ میں مَیں نے انہیں دیکھا ہے اُس سے مجھے خیال ہوا کہ مَیں جماعت کی توجہ اِس طرف پھراؤں کہ وہ کم از کم انہیں کھانے کو اتنا تو دے جس سے اُن کا پیٹ بھر سکے۔ اور پہننے کو اتنا تو دے جس سے وہ اپنا تن ڈھانپ سکیں اور تبلیغ کا کام صحیح طور پر کر سکیں۔ بہرحال ہم ادنیٰ سے ادنیٰ طور پر بھی خرچ کریں تو ہمارا خرچ کروڑوں تک جا پہنچتا ہے۔ مثلاً اِس وقت ہمارے پچاس کے قریب مبلغ باہر ہیں۔ پچاس تو میرے ہی ذہن میں ہیں اور یہ وہ ہیں جو یہاں سے گئے ہیں اِس سے کم نہیں زیادہ ہی نکلیں گے اور مقامی مبلغ جو کام کر رہے ہیں وہ ان کے علاوہ ہیں۔ ان ممالک کی رہائش کا اگر اندازہ رکھا جائے تو ان کے کھانے پینے اور مکان کا خرچ بیس پونڈ ہے اور یہ کم از کم ہے۔ اس کے بعد تبلیغ کے اخراجات ہیں، لٹریچر ہے، خط و کتابت ہے۔ بیس پونڈ کے قریب اس پر خرچ آ جاتا ہے اور یہ چالیس پونڈ فی کس بنتا ہے۔ اور چالیس کے یہ معنے ہوئے کہ کُل مبلغ پچاس ہیں۔ گو وہ مبلغ ان کے علاوہ ہیں جو مقامی طور پر اپنے

علاقوں میں بطور مبلغ کام کر رہے ہیں۔ اگر ان کو بھی شامل کر لیا جائے تو یہ سو سے زیادہ بن جاتے ہیں۔ اگر چالیس پونڈ فی کس خرچ کیا جائے تو یہ دو ہزار پونڈ بنتا ہے اور اگر روپے کے حساب سے لیا جائے تو یہ چھبیس ہزار روپے بنتے ہیں اور اگر اسے بارہ سے ضرب دیں تو یہ تین لاکھ سے اوپر بنتا ہے۔ یہ ادنیٰ سے ادنیٰ خرچ ہے جو ان پر ہونا چاہیے۔ پھر اگر جلسے کیے جائیں یہاں لاہور میں ہی اگر جلسہ کیا جائے تو اس کے اعلان اور دوسرے انتظام پر سو ڈیڑھ سو روپیہ سے زیادہ خرچ ہو جائیں گے۔ اگر دوسرے ممالک میں فی جلسہ کا خرچ تین چار سو رکھا جائے اور سال میں بارہ جلسے کیے جائیں تو سال میں ہر مشن کا جلسوں کا خرچ چار ہزار ساڑھے چار ہزار ہو جاتا ہے۔ پچاس مشنوں میں یہ خرچ دو لاکھ کا ہو جاتا ہے۔ پھر اگر صحیح طور پر لٹریچر اور اشاعت کا کام کیا جائے تو کسی مشن کا خرچ بیس پونڈ ماہوار سے کم نہیں ہوسکتا۔ یہ رقم ایک لاکھ بیس ہزار روپے سالانہ کی ہوتی ہے لیکن درحقیقت چار پانچ روپیہ سالانہ اشاعت لٹریچر کا خرچ ہونا چاہیے۔ پس اگر صحیح طور پر تبلیغ کی جائے تو صرف موجودہ مشنوں کا خرچ نو لاکھ کے قریب سالانہ ہونا چاہیے۔

اسی طرح بیرونجات کے لیے مبلغ بھی تیار کرائے جاتے ہیں اور انہیں بھی تحریک ہی خرچ دیتی ہے۔ یہ بھی کوئی ڈیڑھ لاکھ کے قریب بنتا ہے۔ بیسیوں لڑکے ہیں جنہیں تعلیم دی جا رہی ہے کیونکہ بنے بنائے مبلغ نہیں مل سکتے۔ ان لڑکوں میں سے کوئی ایف۔اے میں پڑھ رہا ہے، کوئی بی۔اے میں پڑھ رہا ہے، کوئی ایم۔اے میں پڑھ رہا ہے۔ بہت سے مدرسہ احمدیہ اور جامعہ احمدیہ میں پڑھ رہے ہیں۔ بہت سوں کو دین کی تعلیم پرائیویٹ دلوائی جا رہی ہے۔ بعض کو غیر ملکوں میں تعلیم دلوائی جا رہی ہے۔ بہت سے غرباء کے لڑکے ہیں جنہوں نے اپنی زندگیوں کو وقف کیا ہوا ہے۔ لڑکا نویں جماعت میں پڑھتا ہے۔ اس کے ماں باپ غریب ہیں۔ وہ کہتے ہیں ہم زیادہ سے زیادہ انٹرنس (ENTRANCE) پاس کرواسکتے ہیں۔ یا لڑکا آٹھویں میں پڑھتا ہے والدین کہتے ہیں کہ ہم میں اسے آگے پڑھانے کی ہمت نہیں۔ لڑکے ذہین ہیں تو ہم انہیں اپنے خرچ پر پڑھوانا شروع کر دیتے ہیں۔ غرض درجنوں ایسے لڑکے ہیں جو تحریک کے خرچ پر تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور ان پر بڑی بھاری رقمیں خرچ ہو رہی ہیں۔ پھر مرکز کے اخراجات ہیں، بیت المال اور دیگر محکمے ہیں ان تمام پر ڈیڑھ دو لاکھ کے قریب خرچ ہو رہا ہے۔ ہمارا سارا بجٹ چار لاکھ کے قریب ہے اور یہ بھی اس طرح کا

ہے کہ مبلغوں کو روکھی سوکھی روٹی مل سکتی ہے۔اس کے مقابلہ میں دَورِاول میں پچھلے سال کا دولاکھ اسّی ہزار کا وعدہ تھا لیکن وصولی ساری دولاکھ ہوئی ہے۔اتنی بڑی رقم کے علاوہ گزشتہ سالوں میں جو قرضے ہوتے چلے گئے ہیں وہ بھی گیارہ لاکھ کے قریب تھے۔قادیان میں کچھ جائیدادیں تھیں جو بِک کر کام آسکتی تھیں لیکن وہ بھی ہمارے ہاتھ سے نکل گئی ہیں۔پچھلے سال ہم نے کچھ قرضے اتارے بھی تھے لیکن اب بھی نو لاکھ کے قریب قرضہ باقی ہے۔ادھر آمد سے خرچ زیادہ ہے اور پچھلا قرضہ بھی ہے۔کچھ خرچ تو ہم اس طرح نکال لیتے ہیں کہ بیرونی ممالک کی جماعتوں پر زور ڈال کر کچھ وصول کر لیتے ہیں لیکن وہ ابتدائی جماعتیں ہیں اور وہ اِتنا بوجھ نہیں اٹھا سکتیں اور کچھ ہم دوسرے سالوں کے بقایوں کی وصولی سے کام چلا لیتے ہیں۔لیکن اب زمانہ آگیا ہے کہ قرضے جلدی سے جلدی اُتار دیئے جائیں کیونکہ اگر ہم قرضے جلدی نہیں اُتاریں گے تو مشکلات بڑھ جائیں گی۔دَورِاول پانچ سال کے بعد ختم ہونے والا ہے۔اگر یہ ختم ہو گیا تو تمام بوجھ دورِ ثانی پر پڑ جائے گا۔دفتر دوم کے وعدے پچھلے سال ایک لاکھ کے قریب تھے جس میں سے صرف چوّن ہزار روپے کی رقم وصول ہوئی تھی۔یہ حال رہا تو ہم چار لاکھ سالانہ کا خرچ کہاں سے نکالیں گے۔پس اس نئے دور سے پہلے ضروری ہے کہ ہم پہلے قرضوں کو اتار دیں ورنہ بعد میں کام کو بڑھانا تو ایک طرف رہا۔ہم موجودہ کام کو بھی نہیں چلا سکیں گے۔

پس مَیں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے فرائض کو سمجھتے ہوئے اپنے وعدے لکھوائیں۔ میرے مخاطب اس وقت دورِاوّل کے لوگ ہیں جنہیں السَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ میں شامل ہونے کی توفیق ملی ہے اور جنہیں خدا تعالیٰ توفیق دے وہ پہلے سے بڑھ کر وعدے لکھوائیں۔مَیں نے تحریک ستمبر کے متعلق کہا تھا کہ جن دوستوں کا چندہ تینتیس سے پچاس فیصدی کے حساب سے عام چندوں سے بڑھ جاتا ہے اُن کا تحریک کا چندہ اس میں شامل ہو گا۔اور پھر مَیں نے اعلان کروایا تھا کہ لوگ باقاعدہ طور پر بتائیں کہ اُن کے اس چندے میں کون کونسے چندے شامل ہیں۔فرض کرو ایک آدمی کا بیس فیصدی چندہ بنتا تھا۔اب وہ پچیس فیصدی دے تو اُس میں تحریک کا چندہ شامل ہو گا۔لیکن بیت المال والوں نے بتایا ہے کہ بہت کم لوگ ہیں جنہوں نے ایسا کیا ہے۔اب اگر ان لوگوں سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ تحریک جدید کے وعدے پورے کریں تو اس کی ذمہ داری خود انہی پر ہو گی۔کسی کو کیا پتہ ہے کہ وہ کیا کیا چندے ادا کرتے ہیں۔اس کا پتہ تو دفتر کو بھی نہیں ہو سکتا۔پس اگر کسی دوست نے اس طرح کا وعدہ

کیا ہے اور اس کا چندہ اتنا ہو چکا ہے کہ اس سے سب چندے ادا کر کے کچھ بچ جاتا ہے تو اس میں تحریک جدید کا وعدہ شامل ہوگا۔ دوستوں کو چاہیے کہ وہ واضح کر دیں اور لکھوا دیں کہ اس چندہ میں میرا چندہ عام اتنا ہے، چندہ جلسہ سالانہ اتنا ہے، تحریک جدید کا چندہ اتنا ہے اور ان کے علاوہ اس میں فلاں فلاں چندہ شامل ہے! اور چونکہ میرا وعدہ عام چندہ سے بڑھ جاتا ہے اس لیے مجھے زیادہ چندہ دینے سے بری سمجھا جائے۔ اگر کوئی ایسا کر دے گا تو ٹھیک ہوگا اور ہم تمام چندے اس رقم سے منہا کریں گے اور اگر وہ اس طرح نہیں کرتا تو تمام چندہ جو وہ بھیجتا ہے اس میں تحریک جدید کا چندہ شامل نہیں ہوگا۔ تحریک کا وعدہ اسی طرح قائم رہے گا۔ جب کوئی رقم صدر انجمن احمدیہ کے پاس آتی ہے تو اسے اپنے خزانہ میں داخل کر لیتی ہے اور جب تک کوئی ہدایت نہ آئے وہ اسے اپنا ہی حق سمجھتی ہے۔ پھر بعض دفعہ اس سے دھوکا بھی لگ سکتا ہے اور وہ اس طرح کہ صدر انجمن احمدیہ کہتی ہے کہ ابھی تو میرا ہی حق پورا نہیں ہوا یا کہتی ہے کہ ابھی تو میرا ہی چندہ پورا ہوا ہے اور تحریک وعدہ کنندوں کو یاد نہیں کرائے گی کہ شاید ان کا چندہ تحریک ستمبر میں آ رہا ہے۔ چنانچہ ایسے جھگڑے بعض دوستوں سے ہوئے بھی ہیں۔

پس دوستوں کو واضح طور پر لکھ دینا چاہیے کہ اُن کا ماہوار چندہ جو واجبُ الأدا تھا وہ اتنا بنتا ہے اور تحریک کا چندہ اس قدر ہے یا کوئی اَور چندہ ہو تو وہ اس قدر ہے اور چونکہ تحریک ستمبر کے ماتحت جو چندے مَیں دیتا ہوں اُس سے میرے مقررہ اور موعودہ سب چندے پورے ہو جاتے ہیں اس لیے مَیں الگ چندہ نہیں لکھواؤں گا۔ ہاں جو رقم مقررہ اور موعودہ چندوں سے بڑھ جائے اُسے تحریک ستمبر میں داخل کیا جائے۔ مَیں اس امر پر افسوس کیے بغیر بھی نہیں رہ سکتا کہ دوستوں نے تحریک ستمبر کی طرف پوری توجہ نہیں دی۔ ایک سال میں تحریک ستمبر میں صرف سینتیس ہزار روپے چندہ جمع ہوا ہے حالانکہ اس عرصہ میں یہ چندہ پانچ سات لاکھ ہونا چاہیے تھا۔ یا تو دوستوں نے اس تحریک میں بہت کم حصہ لیا ہے یا اگر حصہ لیا ہے تو انہوں نے بتایا نہیں کہ اس رقم میں اُن کا فلاں فلاں چندہ اس اس مقدار میں شامل ہے اور باقی جو بچے وہ تحریک ستمبر میں چلا جائے۔

بہرحال تحریک کے کام کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے دورِ اوّل کے سپاہی جن کو خدا تعالیٰ توفیق دے وہ جلد از جلد وعدے لکھوائیں اور جیسا کہ ہمیشہ قاعدہ ہے مَیں اعلان کرتا ہوں کہ دس فروری ان وعدوں کی آخری میعاد ہے لیکن پسندیدہ یہی ہوگا کہ دسمبر کے خاتمہ سے پہلے پہلے وعدے آجائیں کیونکہ پھر

دوسرے سال کا بجٹ بنانا ضروری ہوتا ہے اور اگر وعدے دیر سے آئیں تو اُن سے پوری طرح فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔ پس مناسب یہی ہے کہ دسمبر کے خاتمہ تک دوست اپنے وعدے لکھوا دیں لیکن کسی مشکل کی وجہ سے کوئی فرد یا جماعت رہ جائے تو وہ اپنا وعدہ دس فروری تک بھیج دے۔ جس خط پر دس فروری کی مہر ہوگی وہ قبول کرلیا جائے گا۔

گزشتہ سال مشرقی پنجاب کے فسادات اور تباہی کی وجہ سے دوست اس میں اچھی طرح حصہ نہیں لے سکتے تھے لیکن اب اُن میں سے ایک حصہ آباد ہو چکا ہے بلکہ ان میں سے اکثر آباد ہو چکے ہیں اور اُن کی مالی حالت آگے سے بہت اچھی ہے کیونکہ ہندوؤں کی بچی ہوئی تجارتیں اور کارخانے انہیں مل گئے ہیں اور ان میں سے بعض آگے سے دس دس بیس بیس گنے زیادہ کما رہے ہیں۔ مجھے بعض لوگوں کا حال معلوم ہے۔ مشرقی پنجاب میں وہ اگر سات آٹھ ہزار کا مال لُٹا کر آئے تھے تو آج وہ آٹھ دس لاکھ کے مالک بن گئے ہیں۔ یہ عجیب قسم کی تقسیم ہوئی ہے مگر یہ خدا کا دین ہے۔ ایک شخص کے متعلق مَیں نے سنا ہے وہ قادیان کا ایک تاجر تھا چھابڑی پر چیزیں رکھ کر بیچا کرتا تھا اس کی ماہوار آمدن تیس چالیس روپے ہوگی۔ ایک دوست نے مجھے بتایا کہ وہ رستہ میں جا رہا تھا کہ ایک موٹر پاس سے گزرتی ہوئی آئی اور میرے پاس ٹھہر گئی۔ وہی شخص موٹر سے اُترا اور کہا مَیں نے تمہیں دیکھا تو سلام کرنے کے لیے ٹھہر گیا۔ چونکہ میرا کام زیادہ ہو گیا ہے اس لیے مَیں نے بائیس ہزار کی موٹر خرید لی ہے تا چلنے پھرنے میں آسانی رہے۔ تو دیکھو حالات کہاں سے کہاں بدل گئے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض دوست ایسے بھی ہیں جو اَب تک پراگندہ پھر رہے ہیں۔ ابھی رپورٹ آئی ہے کہ ایک احمدی کہیں جا رہے تھے کہ تحصیلدار نے اُن کا مال چھین لیا۔ یہ ایک ایسے ضلع کا واقعہ ہے جہاں کا ڈی۔ سی (D.C) احمدی ہے جس سے ہم زیادہ دیانت داری اور محنت کی امید کرتے ہیں۔ اس خرابی سے ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ دوسری جگہوں پر کیا ہو رہا ہوگا۔ بہرحال جماعت کا اکثر حصہ وہ ہے جو اپنے اپنے کاموں میں لگ گیا ہے اور اگر اُدھر اُن کی زمینیں بارانی تھیں تو ادھر انہیں نہری زمینیں مل گئی ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بعض لوگ جو اُس طرف آسودہ تھے اور اُن کی پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ گھماؤں زمین تھی وہ اب غریب ہو گئے ہیں۔ اب انہیں آٹھ دس گھماؤں زمین ملی ہے مگر اکثر ایسے ہیں جن کی اِدھر دو دو کنال زمین تھی اور اب انہیں دس دس ایکڑ زمین مل گئی ہے کیونکہ ان کے گھر کے افراد دس تھے۔

ہمارے ایک مخلص دوست ہیں جو پھیروچیچی کے رہنے والے ہیں۔ مَیں ایک دفعہ پھیروچیچی گیا۔ میری بھی اس کے قریب زمین تھی اور مَیں تبدیلی آب و ہوا کے لیے وہاں جاتا تھا۔ وہ میرے پاس آئے اور کہا حضور! دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ میری تکلیف کم کر دے۔ انہیں لوگ مولوی صاحب کہا کرتے تھے اگرچہ وہ مولوی نہیں تھے وہ بڑے دیندار تھے اور ابھی تک زندہ ہیں۔ مَیں نے کہا کیوں مولوی صاحب کیا زمین کم ہے یا کوئی اَور بات ہے؟ وہ بڑی سادگی سے کہنے لگے چار کنال زمین میرے باپ کی تھی اور دو کنال اور گروے لی ہے زمین کافی ہے کچھ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی گرفت ہے۔ دیکھو! وہ چھ کنال کو ہی کافی زمین سمجھا کرتے تھے۔ اب ایسے لوگوں کو دس ایکڑ مل گئے ہیں۔ بعض لوگ ایسے ہیں جن کی وہاں کنووں والی زمین تھی اب انہیں نہری زمین مل گئی ہے۔ بس اُن کی حالت اچھی ہوگئی ہے۔ اب انہیں پیچھے نہیں رہنا چاہیے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بعض ایسے بھی ہیں جن کی اُدھر آسودہ حالت تھی اب وہ لُٹ گئے ہیں۔ وہاں وہ دس بیس لاکھ چھوڑ کر آئے ہیں۔ یہاں اُن کی پیسے کی آمد بھی نہیں۔ انہیں جانے دو۔ ایسے لوگ بہت کم ہیں۔ اکثر حصہ غرباء کا ہے جو ہزاروں سے لکھ پتی بن گئے ہیں۔ جن کی وہاں دس کنال زمین تھی اب انہیں دس ایکڑ زمین مل گئی ہے۔ پہلے اُن کی بارانی زمین تھی اب انہیں نہری زمین مل گئی ہے یا پہلے اُن کی چاہی زمین تھی اب اُنہیں نہری زمین مل گئی ہے۔ اُن کو بھی اپنے حصہ سے جو اس بوجھ میں اُن کا ہے پیچھے نہیں ہٹنا چاہیے۔

پھر میں مغربی پاکستان والوں کو لیتا ہوں۔ خدا تعالیٰ نے اُن پر بڑا فضل کیا ہے کہ اُس نے انہیں اس تباہی سے بچایا ہے۔ انہوں نے اُس طرف اپنی جائیداد کا کوئی حصہ نہیں چھوڑا لیکن اس طرف انہوں نے دوسروں کے ساتھ برابر کا حصہ لیا ہے۔ سینکڑوں ایسے آدمی ملتے ہیں جن کی پہلے کوئی جائیداد نہیں تھی۔ اب وہ کارخانوں کے مالک بن گئے ہیں۔ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو ہندوستان سے باہر گئے ہوئے تھے۔ فسادات میں وہ یہاں آ گئے تا لوٹ مار میں اُن کو بھی حصہ مل جائے۔ بہت شہروں میں ایسا ہوا ہے۔ بہرحال اکثر کی اقتصادی حالت پہلے سے بہت اچھی ہے۔ جن کی حالت پہلے سے خراب ہے وہ چند ہی ہیں۔ اُن کی وجہ سے کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ایسے لوگ سو میں سے دو یا چار ہوں گے۔ پہلے تو مَیں ان لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ نئے سال کے لیے وعدے لکھوائیں اور پھر جو سَتّر اسّی ہزار کے وعدے گزشتہ سال کے پورا ہونے سے رہ گئے ہیں انہیں بھی جلد پورا کریں۔ اسی طرح ساٹھ سَتّر ہزار

کے وعدے جو گزشتہ سال سے پہلے کے سالوں کے پورا ہونے سے رہ گئے ہیں انہیں بھی پورا کریں۔ اگر یہ وعدے پورے ہو جائیں تو قرضے میں ڈیڑھ لاکھ کی کمی ہو جائے گی۔

اِس کے بعد مَیں دفتر دوم والوں کو لیتا ہوں۔مَیں ان نوجوانوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ ہمیں ان پر بہت زیادہ اُمید تھی مگر افسوس ہے کہ وہ قربانی میں بہت پیچھے ہیں۔ دورِ اوّل کے پہلے سال کے وعدے ایک لاکھ سات ہزار کے تھے اور دفتر دوم کے چوتھے سال ایک لاکھ چھ ہزار کے وعدے تھے۔ دورِ اوّل کے ایک لاکھ سات ہزار کے وعدوں میں سے ایک لاکھ دس ہزار کی وصولی تھی یعنی وعدہ سے زیادہ رقم وصول ہوئی تھی لیکن دفتر دوم کے نوجوانوں کی ہمتوں پر افسوس ہے کہ ایک لاکھ چھ ہزار کے وعدوں میں سے صرف باون ہزار کی وصولی ہوئی ہے اور سال ختم ہو گیا ہے۔ وہ وعدوں میں بھی پیچھے رہے اور ادائیگی میں بھی پیچھے رہے اور یہی حالت پچھلے سال کی تھی۔ پچھلے سال بھی پچاس ہزار کے قریب وصول ہوا تھا اور اِس سال بھی۔ اگر یہ لوگ بھی اپنے وعدوں کو پورا کر دیں تو تین لاکھ کی وصولی گزشتہ سالوں کے وعدوں سے ہو سکتی ہے اور قرضہ نو لاکھ سے چھ لاکھ پر آ جاتا ہے۔ اگر نئے نوجوان اپنے فرض کو سمجھیں تو نئی پود کے وعدے ساڑھے تین لاکھ سے کم نہیں ہونے چاہییں۔ اور اگر ان کے وعدے اس حد تک پہنچ جائیں تو امید ہے کہ دورِ اوّل کے ختم ہونے پر ہم اس بوجھ کو بوڑھوں کے کندھوں سے اتار کر نئی پود کی قربانی سے جاری رکھ سکیں گے۔ آخر پانچ سال کے بعد دورِ اوّل ختم ہو جائے گا اور اگر وہ ختم نہ بھی ہو اور پرانے لوگ بھی چندے دیتے رہیں تو بھی یہ نوجوانوں کے لیے کوئی عزت کی بات نہیں بلکہ یہ ذلت کی بات ہوگی کہ وہ اپنا فرض پوری طرح ادا نہیں کر سکے۔ یہ تو ایسا ہے کہ نوجوان گھر بیٹھا کھائے اور بوڑھا کمائے۔ نوجوان خود تو اس بوجھ کو نہ اٹھائیں بلکہ اسّی نوّے سالہ بوڑھوں سے کہیں کہ وہ اس بوجھ کو اٹھائیں۔ انہیں چاہیے کہ وہ نہ صرف اپنے وعدوں کو بڑھائیں بلکہ اپنے وعدوں کو اس پیمانہ پر لے جائیں کہ وقت آنے پر تبلیغ کا سارا بوجھ ان کے چندوں سے پورا ہو سکے۔ دورِ اوّل تین لاکھ اسّی ہزار تک پہنچا ہے اور مَیں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ اسے پانچ لاکھ تک پہنچا دیں تو پھر تیسرے دور والوں سے امید کی جا سکتی ہے کہ وہ اسے آٹھ لاکھ تک پہنچا دیں گے اور اس سے اگلے دور والے اسے دس بارہ لاکھ تک پہنچا دیں گے۔ اگر ایسا ہو جائے تو پھر یہ بات

یقینی ہے کہ ہم بیرونی ممالک میں تبلیغ کا جال پھیلا دیں گے اور اس کے ذریعہ اسلام کا قلعہ ہر ملک میں قائم کر دیں گے۔ اس کے لیے ارادہ کی ضرورت ہے، نیت کی ضرورت ہے۔ اِس کے لیے ضرورت ہے ایسے باپوں کی جو اپنی اولاد سے کہیں کہ وہ اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اس کے لئے ضرورت ہے ایسی ماؤں کی جو اپنی اولاد سے کہیں کہ وہ اس جہاد سے پیچھے نہ رہے۔ اس کے لیے ضرورت ہے ایسی بیویوں کی جو اپنے خاوندوں سے کہیں کہ اس جہاد میں ان کی گردنیں کسی سے نیچی نہ ہوں۔ اس کے لیے ضرورت ہے ایسے نوجوانوں کے حوصلہ کی جو یہ کہیں کہ ہم اپنے زمانہ کے بوجھ کو دوسروں پر کیوں ڈالیں۔ اگر قوم کے اندر ایسی ہمت اور امنگ پیدا ہو جائے تو ان کے سامنے کوئی چیز روک نہیں بنا کرتی۔

روپیہ سے ہی صرف کام نہیں چلا کرتا جانوں سے بھی تو تم اپنے دین کی خدمت کر سکتے ہو۔ تمہارے لیے دو مثالیں موجود ہیں۔ ایک ہسپانیہ کے ملک کی جو بہت گراں ہے اور تمام دوسری طاقتوں نے اس کا محاصرہ اور بائیکاٹ کر رکھا ہے۔ وہاں کا مبلغ خود پیسے کما کر لٹریچر شائع کرتا ہے۔ اب فرانس میں بھی ہمارے مبلغ نے سر اٹھانا شروع کر دیا ہے اور آہستہ آہستہ وہاں بھی کام شروع ہو جائے گا۔ اگر کوئی سمجھتا ہے کہ اس میں روپیہ کی قربانی کی ہمت نہیں تو وہ اپنی جان پیش کر دے اور خود کمائے اور خدمتِ دین کرے۔ اور جس کے پاس روپیہ ہے وہ روپیہ پیش کر دے۔ جس طرح دو بیل ایک گاڑی کو چلاتے ہیں اسی طرح پر دو چیزیں ایسی ہیں جن سے قومی گاڑی چلتی ہے۔ قرآن کریم میں متواتر آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کا مال اور ان کی جانیں لے لی ہیں اور اس کے بدلہ میں اُن سے جنت کا وعدہ کیا ہے[2] اور یہی چیز تحریک نے پیش کی ہے۔ ایک طرف وہ نوجوانوں سے کہتی ہے کہ آؤ اور خدمت دین کے لیے اپنی جانوں کو پیش کر دو اور دوسری طرف کہتی ہے کہ آؤ اور اپنے مالوں کو پیش کر دو۔ یہ وہی چیز ہے جو قرآن کریم نے بیان فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے تمہاری جانیں اور تمہارے مال خرید لیے ہیں۔ تحریک جدید اس پیشگوئی کے ماتحت جنت کو پیش کر کے تم سے مطالبہ کرتی ہے کہ تم اپنے مال اور اپنی جانیں پیش کر دو کیونکہ قوم کی گاڑی دو ہی بیلوں سے چلا کرتی ہے اور وہ جان اور مال ہیں۔ کوئی شخص اگر مال کی قربانی کی توفیق نہیں پاتا تو وہ اپنی جان پیش کر دیتا

ہے۔خود فاقے کرتا ہے اور خدمت دین کرتا ہے۔جس کے پاس مال ہوتا ہے اور عام حالات میں جانی قربانی کی توفیق نہیں پاتا وہ اپنا مال پیش کر دیتا ہے اور کہتا ہے لو یہ روپیہ لو اِس سے لٹریچر شائع کرو۔ ریلوں اور ہوائی جہازوں میں جاؤ اور باہر تبلیغ کرو۔ یہ دونوں مطالبے ہوتے ہیں جو تحریک میں شامل ہیں۔اس کے لیے انیس اور بیس سال کی شرط نہیں، انیس اور بیس سال کا سوال تو افراد کے لیے ہے جنہوں نے مر جانا ہے۔ خدا تعالیٰ کے کام تو قیامت تک چلے جاتے ہیں۔ میرے لیے انیس اور بیس ہو سکتے ہیں، تمہارے لیے انیس اور بیس ہو سکتے ہیں تحریک جدید کے لیے نہیں۔تبلیغ کے لیے سال نہیں ہوتے۔ اگر آخری انسان بھی زندہ ہے اور وہ خدا تعالیٰ اور اسلام سے محبت کرتا ہے تو وہ اسلام کے پھیلانے کی کوشش کرتا رہے گا اور کرتا چلا جائے گا"۔ (الفضل 5دسمبر 1948ء)

1: تذکرہ صفحہ 126 طبع چہارم

2: اِنَّ اللّٰهَ اشۡتَرٰى مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اَنۡفُسَهُمۡ وَ اَمۡوَالَهُمۡ بِاَنَّ لَهُمُ الۡجَـنَّةَ (التوبۃ:111)